یمن کا قدیم تمدن
تین ہزار سال پرانی تہذیب

مولوی سید زاہد الرضوی صاحب قیصر (فاضل دیوبند)

کسی قوم یا ملک کی ترقی اور شوکت و عظمت کا مدار ہوتا ہے اس قوم کے ارادوں کی استقامت، تیقظ، تندہی، جفاکشی، کیرکٹر کی پختگی، جنگجویانہ قوت، قانون کی انصاف پروری اور اقتصادی توازن کے قیام پر! غرضکہ یہ وہ اعلیٰ ترین اخلاق ہیں جن پر کسی قوم کے تمدن و تہذیب کی تعمیر ہوئی ہے اور چند صدیوں تک قوم میں یہ جوہر بدرجۂ اتم موجود رہتے ہیں پھر رفتہ رفتہ تدریجی طور پر ان اعلیٰ خصائل کے برخلاف رذائل کا نشوونما ہونا شروع ہوتا ہے۔ تیقظ و تندہی اور جفاکشی کی جگہ سستی اور کاہلی لے لیتی ہے جو بنیاد ہے تمام رذائل کی! جس کا کچھ عرصہ بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قوم میں نہ اعلیٰ اخلاق رہتے ہیں اور نہ ارادوں کی پختگی و استقامت، انصاف پروری کے بجائے ظلم و جور سے بیٹے ہیں۔ عسکری نظام میں گو افراد و اسلحہ کی کثرت ہوتی ہے مگر روح مفقود ہوجاتی ہے۔ قوت و شوکت کی یہ عمارت اس وقت تک کھڑی رہتی ہے تاآنکہ انقلاب کی زد سے محفوظ رہے جونہی حوادث روزگار کا کوئی تھپیڑا لگا دھڑام سے یہ پوری عمارت زمین پر آرہی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قوموں کے عروج و زوال کے فلسفہ کو ان معنی خیز الفاظ میں تبلایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

آ! تجھ کو میں بتلاؤں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سنان اول طاؤس و رباب آخر

قیصر

دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں جنوبی عرب کی تہذیب جس کا پایۂ تخت یمن کا مشہور شہر مارب تھا اپنی گوناگوں تاریخی خصوصیات کی بنا پر نمایاں اہمیت رکھتی ہے۔ اس تہذیب کا بانی عرب کا مشہور فاتح سبا ابن شیعب بن قحطان تھا جس کا اصلی نام عمر یا عبد شمس ہے لیکن تاریخ میں وہ سبا کے لقب سے مشہور ہے۔ سبا کی تاریخ ۱۲۰۰ ق م سے شروع ہوتی ہے اور یہی زمانہ اس کے دارالسلطنت مارب کی تعمیر کا ہے۔ مارب یمن کے شرقی جانب پہاڑ پر واقع تھا۔ اس میں بہت گنجان باغ تھے جن میں گوناگوں قسم کے عمدہ عمدہ پھل اور میوے بکثرت ہوتے تھے۔ چھوارے دارچینی جیسے خوشبودار درختوں کے گھنے باغات تھے جن کی خوشبو سے تمام شہر مہکا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ آس پاس کے گذرنے والے بھی اس سے لطف اٹھاتے تھے۔ آب و ہوا نہایت فرحت بخش و معتدل تھی جس کی وجہ سے مکھی، مچھر، کھٹمل جیسے کثیف جانور اور اسی طرح سانپ، بچھو، جیسے موذی حشرات الارض کا مارب کے گرد و نواح میں وجود نہ تھا اور یہی نہیں کہ اس قسم کے موذی جانور وہاں ہوتے ہی نہیں تھے بلکہ اگر کوئی مسافر ادھر آنکلتا اور اس کے کپڑوں میں جوں ہوتی تو وہ بھی مرجاتی تھی[1] ان کی اس عشرت بیں زندگی پر عرب شاعر مسلم بن قرط کہتا ہے[2]

الم تران الحی کانوا یغبطونہ
بمارب اذکانو یحطونہ معا

جب قبیلے مارب میں فروکش ہوتے تھے تو لوگ اس پر رشک کرتے تھے

سبا کا تمدن تجارت — قوم سبا تجارت کرتی تھی۔ ان کی تجارت نہایت اعلیٰ پیمانہ پر تھی۔ دنیا کے ہر گوشہ میں ان کا مال پہنچتا تھا۔ سونا، چاندی، جواہرات اور خوشبودار چیزیں ان کی تجارت کا

---

[1] معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۸۹۔ [2] معجم البلدان ج ۷ ص ۳۵۸

مخصوص سامان تھا۔ سونا، چاندی اور جواہرات عرب کی ایک مابہ الامتیاز چیز تھی۔ ان کے ہاں کثرت سے کانیں تھیں۔ عصر حاضر میں مغربی ماہرین طبقات الارض نے اس پر مفصل رپورٹیں شائع کی ہیں۔ خوشبو اللہ تعالیٰ نے خطۂ یمن کے لئے مخصوص طور پر عنایت فرمائی تھی جو تمام تر سبا کے قبضہ میں تھی۔ اس زمانہ میں بت پرستی عام ہونے کی وجہ سے معابد میں رات دن خوشبوئیں استعمال ہوتی تھیں اس لئے تمام دنیا مذہباً اس کے خریدنے پر مجبور تھی اور اس پر زیادہ سے زیادہ روپیہ صرف کرنا بہترین عبادت خیال کیا جاتا تھا۔ قوم سبا کی یہ تجارت شام اور مصر کی راہ سے ہوتی تھی اور پھر یہاں سے یہ مال تقریباً تمام دنیا میں منقسم ہو جاتا تھا۔

زراعت اگرچہ قومی پیشہ تجارت تھا لیکن کچھ لوگ کاشت بھی کرتے تھے۔ ان کے یہاں آبرسانی کا کوئی معقول انتظام نہیں تھا۔ برسات میں پہاڑوں سے جو پانی بہہ کر میدانوں میں آتا تھا وہ ریگستان میں پھیل کر ضائع ہو جاتا تھا۔ دریا بھی گرمی کے موسم میں خشک ہو جاتے تھے۔ قحط آب کی اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے اہل مارب نے بند باندھنے شروع کئے جن سے پانی اس طرح ضائع ہونے سے محفوظ ہو جاتا تھا۔ ان بندوں میں سب سے زیادہ مہتم بالشان بند سد مارب کے نام سے مشہور ہے جو اس موضوع کا مخصوص عنوان ہے۔

تعمیرات فن تعمیرات میں قوم سبا کو اعلیٰ درجہ کی مہارت حاصل تھی۔ ان کے مکان نہایت عمدہ، فراخ اور خوش منظر ہوتے تھے۔ ان کو اس فن میں کمال حاصل تھا اور کارگری کے عجیب عجیب نمونے پیش کرتے تھے۔ ہر مکان کے قریب ایک باغیچہ ہوتا تھا[1]۔ ستونوں پر سونے چاندی کے نقش و نگار بنتے تھے، محرابوں پر عجیب عجیب قسم کی پچیکاریاں ہوتی تھیں۔ مثال کے طور پر ہم ان کے قصر شاہی "سلحین" کا تذکرہ کرتے ہیں جس سے ان کی اعلیٰ درجہ کی صناعی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

---

[1] تفسیر کشاف ج ۲۔

شاہی محل نہایت مستحکم اور موقع کے لحاظ سے بہت اچھی جگہ واقع تھا۔ چاروں طرف پہاڑ تھے جو اس کی قدرتی طور پر حفاظت کرتے تھے جس سے ان کی کمال دانشمندی اور تدبر کا پتہ چلتا ہے قصر کی عمارت بہت بلند تھی اور اس پر سونے چاندی اور جواہرات سے نقش و نگار بنائے گئے تھے جن کے دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں یہ قصر بہت وسیع تھا جس میں شرقی جانب تین سو ساٹھ دروازے تھے اور اتنی ہی مقدار میں غرب رویہ تھے۔ یہ دروازے ازروئے پیمائش اس طرح قائم کئے گئے تھے کہ سال بھر تک روزانہ سورج ایک ایک دروازے سے طلوع کرتا تھا اور بوقت غروب ایک ایک دروازے سے غروب ہوتا تھا یہ ساخت کا بہت بڑا کمال تھا کہ دروازے اس طرح قائم کئے گئے تھے کہ ہر روز سورج کے مطلع میں مقابلہ میں ایک دروازہ ہوتا تھا۔ ادھر آفتاب نے طلوع کیا اور ادھر کرنیں محراب میں داخل ہوئیں اسی طرح غربی جانب بھی یہی کمال دکھلایا گیا تھا کہ ہر روز جب سورج غروب ہوتا تھا تو ایک نہ ایک دروازہ اس کے مقابل ہوتا تھا اور جب تک ایک کرن بھی غروب ہونے سے باقی رہتی تو وہ اس دروازہ میں ضرور ہوتی تھی[1]۔ یہ ان کے ایک قصر کا مختصر بیان ہے جس سے ان کی کمال صنعتِ تعمیر کا اندازہ ہوسکتا ہے اور اسی پر ان کی اور عمارتوں کو قیاس کرنا چاہئے جن میں انھوں نے تعمیر کے عجیب و غریب عجائبات پیش کئے تھے۔ تاریخوں میں ان کے تفصیلی حالات ملتے ہیں لیکن ایک مختصر مضمون ان کے بیان کا متحمل نہیں کرسکتا۔

محکمہ آب رسانی | عرب میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے زراعت میں بڑی مشکلات پیش آتی تھیں جیسا کہ پہلے بیان میں ذکر کیا جاچکا ہے۔ انہی مشکلات کو دور کرنے کے لئے اہل مارب نے بہت سے بندھ باندھے تھے ان میں سب سے مضبوط اور قابلِ ذکر تاریخی بندھ "سد مارب" کے نام سے مشہور ہے۔

مارب چاروں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا۔ پہاڑوں اور بارش کا پانی روکنے کے لئے ایک

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۶۱۔

بہت بڑا بندھ باندھا گیا تھا۔ یہ بندھ تین پہاڑوں کے درمیان واقع تھا[1]۔ اور اتنی بڑی بڑی چٹانوں سے اس کی تعمیر کی گئی تھی جن کو سو سو آدمی مل کر بمشکل اٹھا سکتے تھے۔ بندھ میں اوپر نیچے تین دہانے تھے ہر دہانہ میں دس دس کھڑکیاں بنائی گئی تھیں۔ بندھ کے سامنے ایک بہت بڑا حوض تھا۔ جس میں بارہ دہانے تھے ان سے بارہ ہی نہریں نکلتی تھیں اسی وجہ سے ملک کی زمین کو بارہ مساوی حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ نہروں کی سطح آلات کے ذریعہ سے نہایت ہوشیاری سے درست کی گئی تھی۔ نہروں سے بڑے بڑے راجبہے اور ان سے گولیں اور گولوں سے نالیاں نکالی گئی تھیں۔ آبپاشی کے وقت بند کی کھڑکیاں درجہ بدرجہ کھولدی جاتی تھیں اور پانی حوض میں جمع ہوتا رہتا تھا۔ پھر حوض سے نہروں میں آتا تھا۔ نہروں میں اس حساب سے پانی پہنچایا جاتا تھا کہ اس میں سے جتنے راجبہے نکلتے تھے سب میں پانی مساوی طور پر پہنچتا تھا اور اسی طرح گولوں سے جو پانی نالیوں میں آتا تھا وہ بھی ہر کھیت کی ضرورت کے مطابق ہوتا تھا۔[2]

پانی کی اس عجیب و غریب تقسیم سے پورا ملک بیک وقت سیراب ہوتا تھا۔ اس بندھ نے ان کے لئے زراعت کی تمام مصیبتیں یکسر ختم کردی تھیں زراعت کثرت سے ہونے لگی [illegible] باغات لگائے جاتے تھے جن میں طرح طرح کے پھل پھول اور میوے بکثرت ہوتے تھے [illegible] ہوجانے کی وجہ سے سال میں تین فصلیں ہونے لگی تھیں[3] اور اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جَو کے بونے اور کاٹنے میں صرف دو مہینے کافی ہوتے تھے[4]۔ ان کی زندگی عجیب قسم کے عیش و تنعم میں گذرنے لگی۔ رات دن باغوں میں پڑے رہتے تھے۔ ملک اس قدر سرسبز و شاداب ہوگیا تھا جس پر دوسرے ممالک رشک کرتے تھے۔ مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں[5]:۔

---

[1] معجم البلدان ج ۷ ص ۳۵۵۔ [2] بغوی ج [illegible] ص ۱۸۹ والبدایۃ والنہایۃ ج [illegible] ص ۵۹ و تفسیر ابن جریر ج ۲۲ ص ۸۴۔ [3][4] یاقوت [illegible] ج ۷ ص [illegible]۔ [5] [illegible] مثنوی دفتر سوم ص ۱۶۷۔

داد حق اہلِ سبا را بس فراغ — صد ہزاراں قصر و ایوانہا و باغ

داد شاں چندیں ضیاع و باغ و راغ — از چپ و از راست از بہرِ فراغ

بسکہ می افتاد از پری شمار — تنگ می شد معبرہ ہر را ہگذار

آں نثارِ میوہ راہ را می گرفت — از پرے میوہ رہرو در شگفت

مورخین "سد مارب" کی بنا و تعمیر میں مختلف نام بیان کرتے ہیں لیکن تاریخ کی معتبر روایات کی بنا پر بانی ملکہ بلقیس کے نام کو ترجیح حاصل ہے جس کا زمانہ تقریباً ۹۵۰ ق م ہے[1] لیکن وہ اس کی تعمیر کو پورا نہ کر سکی اور اس کے بعد اس کے جانشینوں نے اس کو پورا کیا۔

"سد مارب" قوم سبا کی انجنیری کا بے مثل کمال ہے جس کی بدولت عرب جیسا ریگستان ملک لالہ زار بن گیا اور ملک کو قحطِ آب کی مصیبتوں سے چھٹکارا ملا۔

پارلیمنٹری نظام ایک متمدن سلطنت کے لئے پارلیمنٹ کا ہونا از بس ضروری ہے۔ سبا کی پارلیمنٹ میں ۳۱۲ ممبر تھے[2] جن سے اہم امور میں مشورہ کیا جاتا تھا۔ رائے زنی ہوتی تھی اور بادشاہ ان میں سے کسی رائے کو اختیار کر لیتا تھا یا خود کوئی رائے پیش کرتا تھا جس پر تمام پارلیمنٹ رضامند ہو جاتی تھی۔ اس

---

[1] مشہور جغرافیہ نویس یاقوت حموی نے معجم البلدان (ج ۷، ص ۳۵۴) اور حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ (ج ۲ ص ۱۵۹) میں اس "سد" کا بانی سبا بن یشجب کو قرار دیا ہے لیکن خود حافظ ابن کثیرؒ نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ نیز درایت سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ سبا بن یشجب کا زمانہ [illegible] جدید آثار کے انکشاف کے مطابق اس کے بنانے والوں کا زمانہ ۸۰۰ ق م تک ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ [illegible] صدی کی طویل مدت اس کی تعمیر میں صرف ہوئی ہو کیونکہ یہ کوئی بہت بڑی دیوار نہیں تھی بلکہ اس کا طول ۱۵۰ فٹ اور عرض ۵۰ فٹ تھا اس لئے اس کی اول بانی ملکہ بلقیس (۹۵۰ ق م) کو قرار دینا چاہئے اور پھر ۸۰۰ ق م اس کے اتمام کا زمانہ قرار دیا جائے تو اب یہ تعمیر ڈیڑھ صدی میں پوری ہو جاتی ہے۔ قیصر

[2] تفسیر ابن جریر ج ۱۹ ص ۸۶۔

پارلیمنٹ کے ایک اجلاس کا بیان قرآن نے بھی کیا ہے۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا دعوت نامہ ملکہ بلقیس کو ملا تو اس نے شوریٰ طلب کی اور دعوت نامہ پڑھکر سنایا۔ ممبران نے مقابلہ اور جنگ کی رائے دی۔ لیکن ملکہ نے ... قبولِ دعوت کی تجویز پیش کی اور اسی پر عملدرآمد ہوا" اس سے ان کے نظام حکومت کا ... کہ نہ بالکل جمہوریت تھی جس میں صدر جمہوریہ کی حیثیت ایک ممبر جیسی ہوتی ہے اور نہ بالکل مطلق العنان ملوکیت تھی جس میں بادشاہ خود مختار ہوتا ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھی جو اعتدال کی راہ ہے۔

فوج حکومت کے زور وقوت اور شوکت وعظمت کا مدار دراصل فوج اور پولیس کی عمدگی پر ہوتا ہے۔ سبا کے یہاں بھی یہ چیزیں موجود تھیں۔ ان کو قوت وشجاعت ورثہ میں ملی تھی۔ ان کا مورث اعلیٰ سبا بن یشجب ایک بہت بڑا فاتح تھا جس نے "معین" کی سلطنت کا خاتمہ کرکے اپنی حکومت قائم کی تھی۔ وہ بہت دلیر اور شجاع تھا سلطنتوں کو تہ وبالا کرنا اس کا رات دن کا مشغلہ تھا ہزیمت خوردہ فوج کو غلام بنالیتا تھا جس کی بدولت وہ سبا کے لقب سے مشہور ہوا۔ یہی جوہر جو سبا بن یشجب کو فاتحین کی صف اول میں لاکھڑا کرتا ہے اس کے بعد اس کی اولاد میں بھی باقی رہا۔ چنانچہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کی ملکہ بلقیس سے اطاعت طلب کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے لاؤ لشکر والے بادشاہ کے جواب میں شوریٰ نے جو فیصلہ کیا وہ یہی تھا کہ "ہم کسی کی اطاعت نہیں کرسکتے اور جس پر ہمارے غلام بنانے کا جنون سوار ہو وہ سمجھلے کہ اس کے وجود سے دنیا بہت جلد پاک ہونے والی ہے۔ ہم بہادر ہیں۔ کسی کے غلام نہیں بن سکتے۔ ہمارے پاس ایسے اسلحہ ہیں جن کا کوئی جواب نہیں"

ان کے پاس فوج اور سامانِ حرب کثیر مقدار میں موجود تھا۔ بعض مورخین ان کو عافیت کوش اور جنگ سے ناآشنا خیال کرتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس پر قرآن سے مختلف شہادتیں ہیں۔

کی جا سکتی ہیں جن میں سب سے زیادہ مستند نَحْنُ اُولُوْ قُوَّةٍ وَّ اُولُوْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ ہے جس کی تفسیر میں مفسرین شجاعت، قوت اور جنگی سامان وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ؎

مذہب | سبا کے مذہب کا تعین بہت دشوار ہے۔ بعض حضرات ان کو مشرک کہتے ہیں اور بعض موحد اور خدا پرست! لیکن آخر صحیح کیا ہے؟ اس کا جواب بہت مشکل ہے۔ تاہم ذیل میں اس کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سبا کے مذہبی حیثیت سے چار دور ہیں۔ پہلا دور سبا بن یشجب سے شروع ہوتا ہے یہ موحد تھا۔ اس کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے زمانہ سے پہلے ہی تورات کی پیشین گوئیوں کی روشنی میں ایمان لا چکا تھا۔ ان اشعار کو مع ترجمہ نقل کیا جاتا ہے جن سے اس کے اسلام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سیملک بعدنا ملک عظیم   نبی لا یرخص فی الحرام
ویملک بعدہ منھم ملوک   یدینوہ العباد بکل دامی
ویملک بعدھم منا ملوک   یصیر الملک فینا باقسام
ویملک بعد قحطان نبی   تقی مخبت خیر الانام
یسمی احمدا یا لیت انی   اعمر بعد مبعثہ بعام
فاعضدہ واحبوہ بنصری   بکل مدجج وبکل رام
متی یظہر فکونوا ناصریہ   ومن یلقاہ یبلغہ سلامی

"ہمارے بعد ملک ایک بہت بڑے بادشاہ (حضرت سلیمان علیہ السلام) کے قبضہ میں ہوگا جو نبی ہوں گے اور برے کاموں سے باز رکھیں گے۔ اس کے بعد طوائف الملوکی

؎ تفسیر طبری ج ۱۹ ص ۸۷ و تفسیر ابی مسعود ج ۴ ص ۱۳۰۔

ہوگی پھر بنو قحطان کے بعد ایک عظیم الشان نبی (محمد بن عبد اللہ فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم) اس ملک پر سلطنت کرے گا جس کا نام مبارک "احمد" ہوگا۔ کاش! میں ان کا زمانہ پاتا اور مصیبتوں میں ان کی امداد کرتا لیکن بھائی، ہماری اتنی عمر کہاں! اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو ان پر ایمان لانا اور میرا سلام پہنچا دینا" [1]

اس سے اس کے اسلام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک زمانہ تک سبا یہی دور رہا، وہ اسلام پر ثابت قدم رہے اور پھلتے پھولتے رہے۔ اس کے بعد وہ اسلام سے ہٹنے لگے اور "ستارہ پرستی" کا رنگ ان پر غالب آنے لگا۔ بالآخر اس کا اثر بادشاہ تک بھی پہنچا۔ شاہی مذہب "ستارہ پرستی" قرار پایا اور اب بلا روک ٹوک ملک میں ستاروں کی پرستش ہونے لگی۔ ان کے لئے عمارتیں بنائی گئیں جن میں ان ستاروں کی تصویریں رکھی گئیں۔ ان پر قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں اور آمدنی کا ایک مخصوص حصہ ان کی نذر کیا جاتا تھا۔ سبا میں خاص طور سے سورج کی پرستش کی جاتی تھی لیکن چاند اور زہرہ کی پرستش بھی ہوتی تھی۔ ان کے اس دور کو قرآن نے "یَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ" سے تعبیر کیا ہے۔ آخر یہ دور بھی ختم ہوا اور ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت قبول کی۔ اب پھر مملکت سبا میں "وحدانیت" کا دور دورہ ہوگیا۔ رعایا، حکومت سب خدا پرست اور موحد بن گئے۔ ایک مدت تک ان کا یہی حال رہا جس کو قرآن یوں بیان کرتا ہے۔ "وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ" یکایک حالات نے پلٹا کھایا اور انھوں نے پھر سرکشی و نافرمانی شروع کردی جس کو قرآن نے "فَأَعْرَضُوا" سے بیان کیا ہے اس کے بعد وہ تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ یہ ان کے مذہب کے چار مستقل دور ہیں جن کو قرآن نے بالتصریح بیان کیا ہے۔

متفرق اشیاء (تاج اور زیورات) سبا کی بہت عظیم الشان سلطنت تھی۔ اس کا تمدن بہت اونچا تھا۔ بادشاہ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۳۱۔ [2] البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۵۹۔

تاج پہنتا تھا جو جواہرات سے تیار کیا جاتا تھا۔" بادشاہ قدیم دستور کے مطابق سونے کے زیورات بھی استعمال کرتا تھا۔

خوشبودار سوختہ | سبا کا ترفہ انتہائی ترفہ تھا وہ معمولی لکڑیوں کے بجائے عمدہ خوشبودار لکڑی جلاتے تھے

برتن | سبا میں سونے چاندی اور جواہرات کے برتن استعمال ہوتے تھے۔ ان میں عجیب عجیب قسم کے بیل بوٹے بنائے جاتے تھے۔ یہ برتن بہت نازک اور دیکھنے میں بے انتہا خوشنما معلوم ہوتے تھے

سکے | ان کے سکوں میں بادشاہ کی تصویر وغیرہ نہیں ہوتی تھی بلکہ اس کے بجائے پایۂ تخت اور قصرِ شاہی کا نام ہوتا تھا۔

استحقاقِ حکومت | حکومت کا استحقاق صرف شاہی خاندان کو حاصل تھا۔ بادشاہ کا بڑا لڑکا پیدائشی طور پر حکومت کا حقدار سمجھا جاتا تھا اور اس کو یہ "ملک" اپنے باپ سے وراثت میں ملتا تھا۔

قوم کی تعیش کوشیاں | قوم سبا پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرح بے انتہا احسانات کئے تھے ان کو ہر قسم کی راحتیں حاصل تھیں۔ سونا، چاندی ان کے گھر پیدا ہوتا تھا۔ میووں کے جنگل ان کے لئے وقف ہوتے تھے۔ شہر کی آب وہوا معتدل تھی، ان کو کسی موذی جانور کا خوف نہ تھا وہ اگر تجارت کرتے تھے تو شام تک بے خوف وخطر سفر کرتے تھے۔ راستہ میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت آسان منزلیں مقرر کردی تھیں۔ صبح کو چل کر دوپہر کو کسی آبادی میں قیام کرتے اور پھر دوپہر کے بعد شام کو کسی بستی میں منزل کرتے تھے ان کو زادراہ کی مشقت نہ تھی۔ "سدمارب" کی وجہ سے ان کی زمینیں جس قدر سرسبز وشاداب تھیں عرب میں وہ اپنی آپ نظیر ہیں۔ نہ اس سے پہلے عرب کو یہ شادابی نصیب ہوئی اور نہ بعد کو۔ لیکن انھوں نے ان نعمتوں کی کوئی قدر نہ کی، ان کو اپنی محنت وسعی کا نتیجہ خیال کیا۔ خدا کو بھول گئے اور اس کی نعمتوں کو برباد کرنا شروع کیا۔ ان کو اپنی ملک سمجھ کر اس میں آزادانہ تصرف کرنے لگے۔ معصیت کاری، شراب نوشی، رات دن کا مشغلہ ہوگیا تھا جس نے

انھیں سست اور کاہل بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ان کو تنبیہ کی۔ کفر و شرک کی برائیاں بتلائیں لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ تیرہ پیغمبران کی اصلاح کے لیے بھیجے گئے[1]۔ وہ ان کو برابر جھنجھوڑتے رہے لیکن وہ عیش کے نشہ میں بدمست ہوئے جا رہے تھے۔ پیغمبر خدا کے احسانات ان پر جتلا رہے تھے لیکن وہ ان نعمتوں کو اپنی محنت و کوشش کا ثمرہ سمجھتے تھے۔ پیغمبر ان کو خدا کے سامنے جھکانا چاہتے تھے لیکن وہ چاند اور سورج کے سوا کہیں جھکنا نہیں چاہتے تھے۔ پیغمبر اپنا فرض ادا کر رہے تھے اور وہ بدنصیب قوموں کی طرح پیغمبروں سے ان کی صداقت کے لئے عذاب طلب کرتے تھے۔

سبا کی بربادی جب قوم کی معصیت اور سرکشی انتہا کو پہنچ گئی اور انھوں نے اپنے اوپر ہدایت کے تمام راستے بند کر لئے تو قانونِ خداوندی کے مطابق ان پر تباہی و بربادی مسلط ہونے لگی۔ ۵۴۲ء میں "سد مارب" پر بڑے بڑے چوہے سوراخ کرتے ہوئے پائے گئے۔ چوہے "سد" کے پتھروں کو کھوکھلا کرتے تھے یہانتک کہ اس میں بڑے بڑے سوراخ ہوگئے۔ برسات میں جب سیلاب آیا تو "سد" میں سوراخ ہونے کی وجہ سے پانی نہ رک سکا، دیوار تباہ ہوگئی اور ہر طرف پانی پھیل گیا جس سے ان کی کھیتیاں تباہ و برباد ہوگئیں، زمین قابلِ کاشت نہ رہی اور سارے خطہ میں ریت ہی ریت نظر آنے لگا۔ پھل خراب ہوگئے اور باغ اجڑ گئے اور اس طرح خاندان برباد ہوئے جس نے بالآخر ترک وطن پر مجبور کر دیا۔ سبا کی یہ بربادی عرب میں ضرب المثل بن گئی۔ عرب جب کسی کی تباہی و بربادی بیان کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں "تفرقوا ایادی سبا" یعنی خاندان سبا کی طرح تباہ و برباد ہوا۔ چنانچہ عرب کا ایک شاعر کہتا ہے:۔

ایادی سبا یا عز ماکنت بعدکم   فلم یحل بالعینین بعدک منظر

عزہ جب تک تجھ سے دور رہتا ہوں دل "خاندانِ سبا" کی طرح پریشان رہتا ہے اور کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۵۹ -

مارب کی بربادی پر ایک وسرا عرب شاعر اعشیٰ بن قیس اس طرح نوحہ کرتا ہے۔[1]

وفی ذلک للموتسی اسوۃ ۔ ومارب قفی علیھا العرم

رخام بنتہ لھم حمیر اذاما تای ماؤھم لم یرم

فاروی الزروع واعنا بھا علی ساعتہ ماؤھم اذ قسم

فصاروا ایا وی مایقدر و لنامنہ علی شرب طفل فطم

ملوک حمیر نے مکانات اور باغ بنائے، پانی کا بہت اچھا انتظام کیا جس سے کھیت کیاریوں میں پانی پہنچتا تھا لیکن آہ! سیلاب نے ان کو برباد کردیا اور وہ ایسے محتاج ہوئے کہ پانی کے ایک ایک قطرے کو ترسنے لگے۔

سبا کی یہ بربادی نتیجہ ہے ان کی معصیت کاری اور غفلت کوشیوں کا۔ انھوں نے انعامات خداوندی کی قدر کرنے کے بجائے کفران نعمت اختیار کیا اور بنی اسرائیل کی طرح عیش و تنعم میں پڑکر خدا کو بھول گئے۔ جہاں تک تاریخی معلومات کا تعلق ہے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ جس قوم نے بھی خالق حقیقی سے کنارہ کشی کی اور لذاتِ تعیش میں مبتلا ہوئی "قانونِ قدرت" نے اس کو نظارہ عبرت بنا کر رکھدیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۳۵